الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلمان شخص کےلیے عید کے روز مندرجہ ذیل کام کرنے مسنون ہیں۔:

1-نماز عید کےلیے جانے سے قبل غسل کرنا.

موطا امام مالک وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ:

(ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عیدگاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے" (موطا امام مالک حدیث نمبر : 428"

نووی رحمہ اللہ تعالی نے نماز عید کےلیے غسل کے استحباب پر علماء کرام کا اتفاق ذکر کیا ہے.

جس بنا پر حمہ المبارک اور اس طرح عام اجتماعات میں جانے کےلیے غسل کرنے کا جو سبب اور باعث ہے وہی سبب اور معنی عید میں بھی پایا جاتا ہے، بلکہ عید میں تو یہ سبب اور بھی زیادہ ظاہر ہے.

2-عید الفطر کی نماز سے قبل کچھ نہ کچھ کھا کر جانا، اور عید الاضحی میں نماز عید کے بعد کھانا:

عید کے آداب میں ہے کہ نماز عید الفطر کےلیے جانے سے قبل کچھ نہ کچھ کھانا چاہیے حتی کہ چاہے چند کھجوریں ہی کیوں نہ کھائی جائیں.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز کھجوریں کھانے سے قبل نماز عید کےلیے نہیں جاتے تھے، اور کھجوریں طاق (یعنی ایک یا تین) کھاتے " (صحیح بخاری حدیث نمبر : 953"

نماز عید الفطر سے قبل کچھ کھا کر جانا اس لیے مستحب کیا گیا ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھا جائے، اور یہ روزے ختم ہونے کی نشانی ہے.

(ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے اس کی تعلیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ : اس میں روزے زیادہ کرنے کا سد ذریعہ، اور اللہ تعالی کے حکم کی اتباع اور پیروی ہے (دیکھیں : فتح الباری : 446/2

اور جسے کھجور بھی نہ ملے تو اس کےلیے کوئی بھی چیز کھانا مباح ہے.

لیکن عید الاضحی میں مستحب یہ ہے کہ نماز عید سے قبل کچھ نہ کھایا جائے، بلکہ نماز عید کے بعد قربانی کرکے قربانی کا گوشت کھائے، اور اگر قربانی نہ کی ہو تو نماز سے قبل کھانے میں کوئی حرج نہیں.

3-عید کے روز تکبیریں کہنا:

عید کے روز تکبیریں کہنا عظیم سنن میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے:

''تاکہ تم گنتی پوری کرو، اور اللہ تعالی نے جو ہدایت تمہیں دی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو، اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرو''

ولید بن مسلم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : میں نے اوزاعی اور مالک بن انس سے عیدین میں بلند آواز سے تکبیریں کہنے کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگے:

"جی ہاں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عید الفطر کے روز امام کے آنے تک بلند آواز سے تکبیریں کہتے تھے "

اور عبد الرحمن بن سلمی سے صحیح روایت کے ساتھ ثابت ہے کہ:

"عید الاضحی کی بنسبت وہ عید الفطر میں زیادہ شدید تھے"

(وکیع رحمہ اللہ کہتے ہیں: یعنی تکبیروں میں (دیکھیں: ارواء الغلیل: 122/3

دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ: ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عید الفطر اور عید الاضحی کے روز عیدگاہ آنے تک تکبیریں کہتے، اور وہاں آکر بھی امام کے آنے تک تکبیریں کہتے رہتے تھے.

ابن ابی شیبہ نے زہری سے صحیح سند کے ساتھ کے بیان کیا ہے کہ:

(جب لوگ گھروں سے نکلتے تو عیدگاہ پہنچنے تک بلند آواز کے ساتھ تکبیریں کہتے، حتی کہ جب امام آجاتا تو لوگ تکبیریں کہنا ختم کرتے اور جب امام تکبیریں کہتا تو لوگ بھی تکبیریں کہتے" (دیکھیں: ارواء الغلیل: 121/2"

سلف رحمہ اللہ میں عید کے روز گھر سے نکلنے سے لیکر عیدگاہ جانے اور امام کے آنے تک بلند آواز میں تکبیریں کہنا معروف اور بہت ہی مشہور امر تھا، بہت سے مصنفین نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کیا ہے، جن میں ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق، اور فریابی نے کتاب: "احکام العیدین" میں سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے، جن میں نافع بن جبیر بھی شامل ہیں، وہ تکبیریں کہتے اور لوگوں کے تکبیریں نہ کہنے پر تعجب کرتے اور کہتے تم تکبیریں کیوں نہیں کہتے؟.

اور ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالی کہا کرتے تھے:

"لوگ گھروں نکل کر عیدگاہ جانے اور عیدگاہ میں امام کے آنے تک تکبیریں کہا کرتے تھے

عید الفطر میں تکبیریں کہنے کا وقت چاند رات سے شروع ہو کر نماز عید کے لیے امام کے آنے تک رہتا ہے.

لیکن عید الاضحی میں یکم ذوالحجہ سے شروع ہو کر آخری ایام تشریق کا سورج غروب ہونے تک رہتا ہے.

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

"وہ ایام تشریق میں تکبیریں کہا کرتے:

"اللہ أکبر اللہ أکبر لا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر اللہ أکبر وللہ الحمد"

اور ابن ابی شیبہ نے ہی ایک روایت میں اسی سند کے ساتھ تین بار تکبیر کے الفاظ روایت کیے ہیں.

اور محاملی نے صحیح سند کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ الفاظ بیان کیے ہیں:

"اللہ أکبر کبیرا اللہ أکبر کبیرا اللہ أکبر وأجلّ، اللہ أکبر وللہ الحمد"

(دیکھیں: اراوء الغلیل: 126/3)

4- عید کی مبارکباد دینا:

عید کے آداب میں ایک دوسرے کو عید کے روز اچھے الفاظ میں مبارکباد دینا شامل ہے، چاہے اس کے الفاظ کوئی بھی ہوں، مثلا ایک دوسرے کو یہ کہے: تقبل اللہ منا و منکم اللہ تعالی ہم اور آپ سے قبول فرمائے.

یا عید مبارک یا اس طرح کے کوئی اور الفاظ کہیں جو مبارکباد کے لیے مباح اور جائز ہوں.

جبیر بن نفیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

عید کے روز جب نبی کریم صلی اللہ کے صحابہ کرام ایک دوسرے کو ملتے تو وہ ایک دوسرے کو یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

تقبل منا و منک "آپ اور ہم سے قبول ہو".

(ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اس کی سند حسن ہے (دیکھیں: فتح الباری: 446/2

لہذا عید کی مبارکباد دینا صحابہ کرام کے ہاں معروف تھی، اور امام احمد وغیرہ اہل علم نے اس کی رخصت دی ہے، مختلف مواقع پر مبارکباد دینے کی مشروعیت پر صحابہ کرام سے ثابت ہے، کہ جب کسی کو کوئی خوشی حاصل ہوتی

مثلاکسی شخص کی اللہ تعالی توبہ قبول فرماتا تو صحابہ کرام اسے مبارکباد وغیرہ دیا کرتے تھے.

اس میں کوئی شک نہیں کہ مبارکباد دینا مکارم اخلاق اور مسلمانوں کے مابین اجمتاعیت حسنہ شامل ہوتی ہے.

اور مبارکباد کے سلسلہ میں کم ازکم یہ کہا جاسکتا ہے کہ: جو شخص آپ کو مبارکباد دے اسے آپ بھی مبارکباد دیں، اور جو شخص خاموش رہے آپ بھی اس کے لیے خاموشی اختیار کریں.

جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے:

"اگر مجھے کوئی شخص مبارکباد دیتا ہے تو میں بھی اسے مبارکباد کا جواب دیتا ہوں، لیکن میں اس کی ابتدا نہیں کرتا".

5- عید کے لیے خوبصورتی اور اچھا لباس پہننا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی سے مروی ہے کہ:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بازار سے ایک ریشمی جبہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر عرض کیا":

"اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیں تاکہ آپ اسے عید کے روز اور وفود کو ملنے کے لیے بطور خوبصورتی پہنا کریں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یہ تو اس کے لیے ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں) "(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 948"

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے لیے خوبصورتی اختیار کرنے پر انکار نہیں کیا بلکہ اس کا اقرار کیا، لیکن اس جبہ کو خریدنے سے انکار کیا کیونکہ وہ ریشمی تھا.

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ کا ایک جبہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کے روز زیب تن کیا کرتے تھے" (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: 1765"

اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ: ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عید کے لیے اپنا خوبصورت ترین لباس زیب تن کیا کرتے تھے.

اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ عید کے لیے خوبصورت ترین لباس زیب تن کرے.

لیکن جب عورتیں جب عید کے لیے جائیں تو وہ زیب وزینت سے اجتناب کریں، کیونکہ انہیں مردوں کے سامنے زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے، اور اسی طرح باہر جانے والی عورت کے لیے خوشبو لگانا بھی حرام ہے، تاکہ وہ مردوں کے فتنہ کا باعث نہ بنے، کیونکہ وہ تو صرف عبادت اور اطاعت کے لیے نکلی ہے.

6- نماز عید کے لیے آنے جانے میں راستہ بدلنا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

(عید کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل کیا کرتے تھے" (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 986"

اس کی حکمت کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ: تاکہ روز قیامت دونوں راستے گواہی دیں، روز قیامت زمین اپنے اوپر خیر اور شر کے عمل کی گواہی دے گی.

ایک قول یہ ہے کہ: دونوں راستوں میں اسلامی شعار کا اظہار ہو.

اور ایک قول یہ ہے کہ: اللہ تعالی کا ذکر ظاہر کرنے کے لیے.

اور یہ بھی کہ: یہودیوں اور منافقین کو غصہ دلایا جائے، اور تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کی کثرت سے انہیں ڈرایا دھمکایا جاسکے.

اور ایک قول یہ بھی ہے: تاکہ تعلیم اور فتوی اور اقتداء یا پھر ضرورتمندوں پر صدقہ وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کی حاجتیں پوری ہوں، یا پھر اپنے رشتہ داروں کی زیارت اور ان سے صلہ رحمی ہو.

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب